دورۂ ترجمۂ قرآن

ڈاکٹر اسرار احمد

سُورۃُ البقرۃ

آیات ۷۵ تا ۸۲

﴿اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ يُّؤْمِنُوْا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُوْنَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ وَاِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ قَالُوْٓا اَتُحَدِّثُوْنَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ لِيُحَآجُّوْكُمْ بِهٖ عِنْدَ رَبِّكُمْ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ اَوَلَا يَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۝ وَمِنْهُمْ اُمِّيُّوْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ الْكِتٰبَ اِلَّآ اَمَانِيَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ۝ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ۤ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۭ فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ ۝ وَقَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً ۭ قُلْ اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدًا فَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗٓ اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ بَلٰى مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَّاَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْۗـَٔتُهٗ فَاُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝﴾

اب تک ہم نے سورۃ البقرۃ کے آٹھ رکوع اور ان پر مستزاد تین آیات کا مطالعہ مکمل کیا ہے۔ سابقہ اُمت مسلمہ یعنی بنی اسرائیل کے ساتھ خطاب کا سلسلہ سورۃ البقرۃ کے دس

رکوعوں پر محیط ہے۔ یہ سلسلہ پانچویں رکوع سے شروع ہوا تھا اور پندرہویں رکوع کے آغاز تک چلے گا۔ اس سلسلۂ خطاب کے بارے میں یہ بات اچھی طرح ذہن نشین رہنی چاہیے کہ اس میں سے پہلا رکوع دعوت پر مشتمل ہے اور وہ بہت فیصلہ کن ہے' جبکہ اگلے رکوع سے اسلوبِ کلام تبدیل ہو گیا ہے اور تہدید اور دھمکی کا انداز اختیار کیا گیا ہے۔ میں نے عرض کیا تھا کہ پانچواں رکوع اس پورے سلسلۂ خطاب میں بمنزلۂ فاتحہ بہت اہم ہے اور جو بقیہ نو (۹) رکوع ہیں ان کے آغاز و اختتام پر بریکٹ کا انداز ہے کہ دو آیتوں سے بریکٹ شروع ہوتی ہے اور انہی دو آیتوں پر بریکٹ ختم ہوتی ہے' جبکہ پانچویں رکوع کے مضامین اس پورے سلسلۂ خطاب سے ضرب کھا رہے ہیں۔ ان رکوعوں میں بنی اسرائیل کے خلاف ایک مفصل فردِ قرارداد جرم عائد کی گئی ہے' جس کے نتیجے میں وہ اُس منصب جلیلہ سے معزول کر دیے گئے جس پر دو ہزار برس سے فائز تھے اور ان کی جگہ پر اب نئی اُمت مسلمہ یعنی اُمت محمد (ﷺ) کا اس منصب پر تقرر عمل میں آیا اور اس مسند نشینی کی تقریب (Installation Ceremony) کے طور پر تحویل قبلہ کا معاملہ ہوا۔ یہ ربطِ کلام اگر سامنے نہ رہے تو انسان قرآن مجید کی طویل سورتوں کو پڑھتے ہوئے کھو جاتا ہے کہ بات کہاں سے چلی تھی اور اب کدھر جا رہی ہے۔

ان نو رکوعوں کے مضامین میں کچھ تو تاریخ بنی اسرائیل کے واقعات بیان ہوئے ہیں کہ تم نے یہ کیا' تم نے یہ کیا! لیکن ان واقعات کو بیان کرتے ہوئے بعض ایسے عظیم ابدی حقائق اور Universal Truths بیان ہوئے ہیں کہ اُن کا تعلق کسی وقت سے' کسی قوم سے یا کسی خاص گروہ سے نہیں ہے۔ وہ تو ایسے اصول ہیں جنہیں ہم سنّتُ اللہ کہہ سکتے ہیں۔ اس کائنات میں ایک تو قوانین طبیعیہ (Physical Laws) ہیں' جبکہ ایک Moral Laws ہیں جو اللہ کی طرف سے اس دنیا میں کارفرما ہیں۔ سورۃ البقرۃ کے زیر مطالعہ نو رکوعوں میں تاریخ بنی اسرائیل کے واقعات کے بیان کے دوران تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد ایسی آیات آتی ہیں جو اس سلسلۂ کلام کے اندر انتہائی اہمیت کی حامل ہیں۔ اُن میں درحقیقت موجودہ اُمت مسلمہ کے لیے راہنمائی پوشیدہ ہے۔ مثال کے طور پر اس سلسلۂ خطاب کے دوران آیت ۶۱ میں وارد شدہ یہ الفاظ یاد کیجیے: ﴿وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ ۗ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ۭ﴾ ''اور ان پر ذلت و خواری اور محتاجی و کم ہمتی تھوپ دی گئی اور وہ اللہ کا غضب لے کر لوٹے''۔ معلوم ہوا کہ ایسا ہو سکتا ہے کہ ایک مسلمان اُمت

جس پر اللہ کے بڑے فضل ہوئے ہوں' اسے بڑے انعام واکرام سے نوازا گیا ہو' اور پھر وہ اپنی بے عملی یا بدعملی کے باعث اللہ تعالیٰ کے غضب کی مستحق ہو جائے اور ذلت ومسکنت اُس پر تھوپ دی جائے۔ یہ ایک ابدی حقیقت ہے جو اِن الفاظ میں بیان ہوگئی۔ اُمت مسلمہ کے لیے یہ ایک لمحۂ فکریہ ہے کہ کیا آج ہم تو اُس مقام پر نہیں پہنچ گئے؟

دوسرا اسی طرح کا مقام گزشتہ آیت (۷۴) میں گزرا ہے' جہاں ایک عظیم ابدی حقیقت بیان ہوئی ہے: ﴿ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً﴾ ''پھر تمہارے دل سخت ہو گئے اس سب کے بعد' پس اب تو وہ پتھروں کی مانند ہیں' بلکہ سختی میں ان سے بھی شدید تر ہیں''۔ گویا اسی اُمت مسلمہ کا یہ حال بھی ہوسکتا ہے کہ ان کے دل اتنے سخت ہو جائیں کہ سختی میں پتھروں اور چٹانوں کو مات دے جائیں۔ حالانکہ یہ وہی اُمت ہے جس کے بارے میں فرمایا: ﴿وَاَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ﴾ ع بہیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بہ کجا! البتہ یہاں ایک بات واضح رہے کہ اس قساوتِ قلبی میں پوری اُمت مبتلا نہیں ہوا کرتی' بلکہ اس کیفیت میں اُمت کے قائدین مبتلا ہو جاتے ہیں اور اُمت مسلمہ کے قائدین اُس کے علماء ہوتے ہیں۔ چنانچہ سب سے زیادہ شدت کے ساتھ یہ خرابی اُن میں در آتی ہے۔ اس لیے کہ باقی لوگ تو پیروکار ہیں' ان کے پیچھے چلتے ہیں' ان پر اعتماد کرتے ہیں کہ یہ اللہ کی کتاب کے پڑھنے والے اور اس کے جاننے والے ہیں۔ لیکن جو لوگ جان بوجھ کر اللہ کی کتاب میں تحریف کر رہے ہوں اور جانتے بوجھتے حق کو پہچان کر اُس کا انکار کر رہے ہوں انہیں تو پتا ہے کہ ہم کیا کر رہے ہیں! درحقیقت یہ سزا اُن پر آتی ہے۔ یہ بات ان آیات میں جو آج ہم پڑھنے چلے ہیں' بہت زیادہ واضح ہو جائے گی (اِن شاء اللہ)۔ فرمایا:

آیت ۷۵ ﴿اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ يُّؤْمِنُوْا لَكُمْ﴾ ''تو کیا (اے مسلمانو!) تم یہ توقع رکھتے ہو کہ یہ تمہاری بات مان لیں گے؟''

عام مسلمانوں کو یہ توقع تھی کہ یہود دین اسلام کی مخالفت نہیں کریں گے۔ اس لیے کہ مشرکین مکہ تو دینِ توحید سے بہت دُور تھے' رسالت کا ان کے ہاں کوئی تصور ہی نہیں تھا' کوئی کتاب ان کے پاس تھی ہی نہیں۔ جبکہ یہود تو اہل کتاب تھے' حاملینِ تورات تھے' موسیٰ علیہ السلام کے ماننے والے تھے' توحید کے علمبردار تھے اور آخرت کا بھی اقرار کرتے تھے۔ چنانچہ عام مسلمانوں کا خیال تھا کہ انہیں تو محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کی دعوت کو جھٹ پٹ مان لینا چاہیے۔ تو مسلمانوں کے دلوں میں یہود کے بارے میں جو حسنِ ظن تھا'

یہاں اس کا پردہ چاک کیا جا رہا ہے اور مسلمانوں کو اس کی حقیقت سے آگاہ کیا جا رہا ہے کہ مسلمانو! تمہیں بڑی طمع ہے' تمہاری یہ خواہش ہے' آرزو ہے' تمنا ہے' تمہیں توقع ہے کہ یہ تمہاری بات مان لیں گے۔

﴿وَقَدْ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُوْنَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝﴾ ''جبکہ حال یہ ہے کہ ان میں ایک گروہ وہ بھی تھا کہ جو اللہ کا کلام سنتا تھا اور پھر خوب سمجھ بوجھ کر دانستہ اس میں تحریف کرتا تھا۔''

ظاہر بات ہے وہ گروہ ان کے علماء ہی کا تھا۔ عام آدمی تو اللہ کی کتاب میں تحریف نہیں کر سکتا۔

اب اگلی آیت میں بڑی عجیب بات سامنے آ رہی ہے۔ جس طرح مسلمانوں کے درمیان منافقین موجود تھے اسی طرح یہود میں بھی منافقین تھے۔ یہود میں سے کچھ لوگ ایسے تھے کہ جب ان پر حق منکشف ہو گیا تو اب وہ اسلام کی طرف آنا چاہتے تھے۔ لیکن ان کے لیے اپنے خاندان کو' گھر بار کو' اپنے کاروبار کو اور اپنے قبیلے کو چھوڑنا بھی ممکن نہیں تھا' جبکہ قبیلوں کی سرداری اُن کے علماء کے پاس تھی۔ ایسے لوگوں کے دل کچھ کچھ اہل ایمان کے قریب آ چکے تھے۔ ایسے لوگ جب اہل ایمان سے ملتے تھے تو کبھی کبھی وہ باتیں بھی بتا جاتے تھے جو انہوں نے علماءِ یہود سے نبی آخر الزمان ﷺ اور ان کی تعلیمات کے بارے میں سن رکھی تھیں کہ تورات ان کی گواہی دیتی ہے۔ اس کے بعد جب وہ اپنے ''شیاطین'' یعنی علماء کے پاس جاتے تھے تو وہ انہیں ڈانٹ ڈپٹ کرتے تھے کہ بیوقوفو! یہ کیا کر رہے ہو؟ تم انہیں یہ باتیں بتا رہے ہو تاکہ اللہ کے ہاں جا کر وہ تم پر حجت قائم کریں کہ انہیں پتا تھا اور پھر بھی انہوں نے نہیں مانا!

آیت ۷۶ ﴿وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ﴾ ''اور (ان میں سے کچھ لوگ ہیں کہ) جب ملتے ہیں اہل ایمان سے تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے۔''

﴿وَاِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ﴾ ''اور جب وہ خلوت میں ہوتے ہیں ایک دوسرے کے ساتھ''

﴿قَالُوْٓا اَتُحَدِّثُوْنَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ﴾ ''تو کہتے ہیں کیا تم بتا رہے ہو ان کو وہ باتیں جو اللہ نے کھولی ہیں تم پر؟''

﴿لِيُحَآجُّوْكُمْ بِهٖ عِنْدَ رَبِّكُمْ﴾ ''تا کہ وہ ان کے ذریعے تم پر حجت قائم کریں تمہارے ربّ کے پاس!''

﴿اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝﴾ ''کیا تمہیں عقل نہیں ہے؟''

تم ذرا عقل سے کام لو اور یہ حقیقتیں جو تورات کے ذریعے سے ہمیں معلوم ہیں' مسلمانوں کو مت بتاؤ۔ کیا تمہیں عقل نہیں ہے کہ ایسا بیوقوفی کا کام کر رہے ہو؟

ان کے اس مکالمے پر اللہ تعالیٰ کا تبصرہ یہ ہے:

آیت ۷۷ ﴿اَوَلَا يَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۝﴾ ''اور کیا یہ جانتے نہیں ہیں کہ اللہ کو تو معلوم ہے وہ سب کچھ بھی جو وہ چھپاتے ہیں اور وہ سب کچھ بھی جسے وہ ظاہر کرتے ہیں۔''

تم چاہے یہ باتیں مسلمانوں کو بتاؤ یا نہ بتاؤ' اللہ کی طرف سے تو تمہارا محاسبہ ہو کر رہنا ہے۔ لہٰذا یہ بھی ان کی ناسمجھی کی دلیل ہے۔

آیت ۷۸ ﴿وَمِنْهُمْ اُمِّيُّوْنَ﴾ ''اور ان میں بعض اَن پڑھ ہیں''

''اُمّی'' کا لفظ قرآن مجید میں اصلاً تو مشرکین عرب کے لیے آتا ہے۔ اس لیے کہ اُن کے اندر پڑھنے لکھنے کا رواج ہی نہیں تھا۔ کوئی آسمانی کتاب بھی اُن کے پاس نہیں تھی۔ لیکن یہاں یہود کے بارے میں کہا جا رہا ہے کہ ان میں سے بھی ایک طبقہ اَن پڑھ لوگوں پر مشتمل ہے۔ جیسے آج مسلمانوں کا حال ہے کہ اکثر و بیشتر جاہل ہیں' ان میں سے بعض اگرچہ پی ایچ ڈی ہوں گے' لیکن انہیں قرآن کی ''ا' ب' ت'' نہیں آتی' دین کے ''مبادی'' تک سے ناواقف ہیں۔ چنانچہ آج پڑھے لکھے مسلمانوں کی بھی عظیم اکثریت ''پڑھے لکھے جاہلوں'' پر مشتمل ہے۔ جبکہ ہماری اکثریت ویسے ہی بغیر پڑھی لکھی ہے۔ تو اب انہیں دین کا کیا پتا؟ وہ تو سارا اعتماد کریں گے علماء پر! کوئی بریلوی ہے تو بریلوی علماء پر اعتماد کرے گا' کوئی دیوبندی ہے تو دیوبندی علماء پر اعتماد کرے گا' کوئی اہل حدیث ہے تو اہل حدیث علماء پر اعتماد کرے گا۔ اب اُمیوں کا سہارا کیا ہوتا ہے؟

﴿لَا يَعْلَمُوْنَ الْكِتٰبَ اِلَّآ اَمَانِيَّ﴾ ''وہ کتاب کا علم نہیں رکھتے' سوائے بے بنیاد آرزوؤں کے''

ایسے لوگ کتاب سے تو واقف نہیں ہوتے' بس اپنی کچھ خواہشات اور آرزوؤں پر تکیہ کیے ہوئے ہوتے ہیں۔ ان خواہشات کا ذکر آگے آ جائے گا۔ یہود کو یہ زعم تھا کہ ہم تو اسرائیلی ہیں' ہم اللہ کے محبوب ہیں اور اس کے بیٹوں کی مانند چہیتے ہیں' ہماری تو شفاعت ہو ہی جائے گی۔ ہمیں تو جہنم میں داخل کیا بھی گیا تو تھوڑے سے عرصے کے لیے کیا جائے گا' پھر ہمیں نکال لیا جائے گا۔ یہ ان کی ''اَمَانِیّ'' ہیں۔ ''اُمْنِیَّۃٌ'' کہتے ہیں بے بنیاد خواہش کو' اَمَانِی اس کی جمع ہے۔ اس کی صحیح تعبیر کے لیے انگریزی کا لفظ wishful thinkings ہے۔ یہ اپنی ان بے بنیاد خواہشات اور جھوٹی آرزوؤں کے سہارے جی رہے ہیں' کتاب کا علم ان کے پاس ہے ہی نہیں۔

﴿وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ﴾ ''اور وہ کچھ نہیں کر رہے مگر ظن وتخمین پر چلے جا رہے ہیں۔'' ان کے پاس محض وہم وگمان اور ان کے اپنے من گھڑت خیالات ہیں۔

آیت ۷۹ ﴿فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ۗ﴾ ''پس ہلاکت اور بربادی ہے ان کے لیے جو کتاب لکھتے ہیں اپنے ہاتھ سے۔''

''ویل'' کے بارے میں بعض روایات میں آتا ہے کہ یہ جہنم کا وہ طبقہ ہے جس سے خود جہنم پناہ مانگتی ہے۔

﴿ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ﴾ ''پھر کہتے ہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے''

﴿لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۗ﴾ ''تاکہ حاصل کر لیں اُس کے بدلے حقیر سی قیمت۔''

یعنی لوگ علماءِ یہود سے شرعی مسائل دریافت کرتے تو وہ اپنے پاس سے مسئلے گھڑ کر فتویٰ لکھ دیتے اور لوگوں کو باور کراتے کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے' یہی دین کا تقاضا ہے۔ اب اس فتویٰ نویسی میں کتنی کچھ واقعتاً انہوں نے صحیح بات کہی' کتنی ہٹ دھرمی سے کام لیا اور کس قدر کسی رشوت پر مبنی کوئی رائے دی' اللہ کے حضور سب دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی الگ ہو جائے گا۔ علامہ اقبال نے علماءِ سوء کا نقشہ اِن الفاظ میں کھینچا ہے: ؎

خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں ہوئے کس درجہ فقیہانِ حرم بے توفیق!

علماءِ یہود کا کردار اسی طرح کا تھا۔

﴿فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ﴾ ''تو ہلاکت اور بربادی ہے ان کے لیے اس چیز سے کہ جو اُن کے ہاتھوں نے لکھی''

﴿وَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ ﴾ ''اور اُن کے لیے ہلاکت اور بربادی ہے اس کمائی سے جو وہ کر رہے ہیں۔''

یہ فتویٰ فروشی اور دین فروشی کا جو سارا دھندا ہے اس سے وہ اپنے لیے تباہی اور بربادی مول لے رہے ہیں' اس سے اُن کو اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی اجر و ثواب نہیں ملے گا۔ اب آگے ان کی بعض ''اَمَانِیّ'' کا تذکرہ ہے۔

آیت ۸۰ ﴿وَقَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً﴾ ''اور وہ کہتے ہیں ہمیں تو آگ ہرگز چھو نہیں سکتی' مگر گنتی کے چند دن۔''

گویا صرف دوسروں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لیے ہمیں چند دن کی سزا دے دی جائے گی کہ کوئی اعتراض نہ کر دے کہ ''اے اللہ! ہمیں آگ میں پھینکا جا رہا ہے اور انہیں نہیں پھینکا جا رہا' جبکہ یہ کردار میں ہم سے بھی بدتر تھے''۔ چنانچہ اُن کا مُنہ بند کرنے کے لیے شاید ہمیں چند دن کے لیے آگ میں ڈال دیا جائے' پھر فوراً نکال لیا جائے گا۔

﴿قُلْ اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدًا﴾ ''ان سے کہیے کیا تم نے اللہ سے کوئی عہد لے لیا ہے؟'' کیا تمہارا اللہ سے کوئی قول و قرار ہو گیا ہے؟

﴿فَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗ﴾ ''کہ اب (تمہیں یہ یقین ہے کہ) اللہ اپنے عہد کے خلاف نہیں کرے گا؟''

﴿اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴾ ''یا تم اللہ کے ذمے وہ باتیں لگا رہے ہو جنہیں تم نہیں جانتے؟''

حقیقت یہی ہے کہ تم اللہ کی طرف اس بات کی نسبت کر رہے ہو جس کے لیے تمہارے پاس کوئی علم نہیں ہے۔

بنی اسرائیل کی فردِ قرارداد جرم کے دوران گاہ بگاہ جو اہم ترین ابدی حقائق بیان ہو رہے ہیں' ان میں سے ایک عظیم حقیقت اگلی آیت میں آ رہی ہے۔ فرمایا:

آیت ۸۱ ﴿بَلٰى مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً﴾ ''کیوں نہیں' جس شخص نے جان بوجھ کر ایک گناہ کمایا''

لیکن اس سے مراد کبیرہ گناہ ہے' صغیرہ نہیں۔ سَيِّئَةً کی تنکیر ''تفخیم'' کا فائدہ بھی دے رہی ہے۔

﴿وَّاَحَاطَتْ بِهٖ خَطِیْٓـَٔتُهٗ﴾ ''اور اس کا گھیراؤ کر لیا اس کے گناہ نے''

مثلاً ایک شخص سود خوری سے باز نہیں آ رہا' باقی وہ نماز کا بھی پابند ہے اور تہجد کا بھی التزام کر رہا ہے تو اس ایک گناہ کی برائی اس کے گرد اس طرح چھا جائے گی کہ پھر اُس کی یہ ساری نیکیاں ختم ہو کر رہ جائیں گی۔ ہمارے مفسرین نے لکھا ہے کہ گناہ کے احاطہ کر لینے سے مراد یہ ہے کہ گناہ اس پر ایسا غلبہ کر لیں کہ کوئی جانب ایسی نہ ہو کہ گناہ کا غلبہ نہ ہو' حتیٰ کہ دل سے ایمان و تصدیق رخصت ہو جائے۔ علماء کے ہاں یہ اصول مانا جاتا ہے کہ ''اَلْمَعَاصِیْ بَرِیْدُ الْکُفْرِ'' یعنی گناہ تو کفر کی ڈاک ہوتے ہیں۔ گناہ پر مداومت کا نتیجہ بالآخر یہ نکلتا ہے کہ دل سے ایمان رخصت ہو جاتا ہے۔ ایک شخص اپنے آپ کو مسلمان سمجھتا ہے' لیکن اندر سے ایمان ختم ہو چکا ہوتا ہے۔ جس طرح کسی دروازے کی چوکھٹ کو دیمک چاٹ جاتی ہے اور اوپر لکڑی کا ایک باریک پرت (veneer) چھوڑ جاتی ہے۔

﴿فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ﴾ ''پس یہی ہیں آگ والے''

﴿ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ﴾ ''وہ اسی میں ہمیشہ رہیں گے۔''

آیت ۸۲ ﴿وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ﴾ ''اور (اس کے برعکس) جو لوگ ایمان لائیں اور نیک عمل کریں''

اب نیک عمل کے بارے میں ہر شخص نے اپنا ایک تصور اور نظریہ بنا رکھا ہے۔ جبکہ نیک عمل سے قرآن مجید کی مراد دین کے سارے تقاضوں کو پورا کرنا ہے۔ محض کوئی خیراتی ادارہ یا کوئی یتیم خانہ کھول دینا یا بیواؤں کی فلاح و بہبود کا انتظام کر دینا اور خود سودی لین دین اور دھوکہ فریب پر مبنی کاروبار ترک نہ کرنا نیکی کا مسخ شدہ تصور ہے۔ جبکہ نیکی کا جامع تصور یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عائد کردہ تمام فرائض کی بجا آوری ہو' دین کے تمام تقاضے پورے کیے جائیں' اپنے مال اور جان کے ساتھ اللہ کے راستے میں جہاد اور مجاہدہ کیا جائے اور اس کے دین کو قائم اور سربلند کرنے کی جدوجہد کی جائے۔

﴿اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ﴾ ''یہی ہیں جنت والے''

﴿ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ﴾ ''وہ اسی میں ہمیشہ ہمیش رہیں گے۔''